13317 ـ مجرمانہ حملے کی نتیجہ میں ہونے والا حمل ساقط کروانا

سوال

وہ مسلمان عورتیں کیا کریں جن پرمجرمانہ حملے ہوئے اوراس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہوگئیں ، کیاان کےلیے اسقاط حمل جائز ہے کہ نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

الحمدللہ

مسلمانوں پرذلت ورسوائي کے جوحالات گزررہے ہیں انہیں دیکھیں تویہ نظرآتا کہ اس وقت مسلمان ہرلالچی کا مطمع نظر ہے ان کی زمینوں پرناجائز قبضہ جمالیا گیا ہے ، ان کی عزت پامال کی جارہی ہیں ، اورہرجانب سے کفار قوتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں ، اوربہت سی آزاد مسلمان عورتیں اکثراوقات انسانی بھیڑیوں کا ھدف بنی ہوئي ہیں ، جنہیں اللہ تعالی کا کوئي خوف نہیں اورنہ ہی یہ کسی باز رکھنے والی قوت سے ڈرتے ہیں ۔

جیسا کہ آج کل عالم اسلامی کے بہت سے ممالک میں حالت بنی ہوئي ہے ، جیسا کہ بوسنیا ، یا فلپائن اورشیشان میں ہورہا ہے یا پھر اریٹیریا میں یا عرب دنیا کے کمزورنظاموں کے ماتحت جیلوں میں ہورہا ہے ۔

ذیل میں ہم اس عورت کی حالت کی اہم نقاط کی نشاندھی کرتے ہیں جس پرغاصبانہ حملہ کیا گیا :

1 ـ جس عورت پرغاصبانہ حملہ ہوا اوراس نے ان مجرموں سے بچنے کے لیے اپنے دفاع میں پوری قوت صرف کی اس پر کوئي گناہ نہیں ، کیونکہ اس پرجبر ہوا ہے ، اورمکرہ یعنی جبرکیے جانے والے توکفر میں بھی گناہ گار نہیں ہوتا جوکہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

جوشخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اوراس کا دل ایمان پر برقرار ہو ، مگر جولوگ کھلے دل سے کفرکریں توان پر اللہ تعالی کا غضب ہے اورانہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے النحل (106) ۔

اورنبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(يقيناالله تعالى نے ميرى امت كوخطاء اوربھول اورجس پرانہيں مجبور كيا گيا ہو معاف كرديا ہے) سنن ابن ماجۃ كتاب الطلاق حديث نمبر (2033) اورعلامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے صحيح سنن ابن ماجۃ (1664) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے ۔

بلكہ وہ عورت جوغاصبانہ حملے كا شكار ہوئي ہے جب وہ اس پہنچنے والى مصيبت پراجروثواب كى نيت كرے تووہ اس مصيبت پرصبركرنے كى وجہ سے عنداللہ ماجور ہے ۔

نبى مكرم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے :

(مسلمان كوجوبھى بھوك اورتكليف پہنچتى ہے اورجوبھى غم وپريشانى پہنچتى ہے حتى كہ اسے كانٹا بھى لگے تواللہ تعالى اس كے بدلے ميں اس كے گناہ معاف كرديتا ہے) صحيح بخارى ، صحيح مسلم ۔

2 ـ مسلمان نوجوانوں كے ليے ضرورى ہے كہ وہ ان تكليف دہ لڑكيوں سے شادى كرنے كے ليے تيار ہوں تا كہ ان لڑكيوں كى تكليف ميں كمى ہوسكے اوران كى غمخوارى ہو ، اوران كى چھينى گئي عصمت كا نعم البدل مل سكے ۔

3 ـ اب رہا ان كا اسقاط حمل كا معاملہ : تواصل بات تويہى ہے كہ حمل كى ابتداء سے ہى اسقاط حمل منع اورحرام ہے ، جب كہ ايك نئي زندگى ميں آنے والا رحم ميں مستقر ہوتا ہے ، اوراگرچہ يہ نيا آنے والا حرام تعلقات يعنى زنا كے نتيجے ميں ہى كيوں نہ ہواس كا اسقاط حرام ہے ۔

اس كى دليل يہ ہے كہ نبى صلى اللہ عليہ وسلم نے اس غامديہ عورت كوجس نے زنا كا اقرار كيا اوررجم كى سزا كى مستحق ٹھرى كوحكم ديا كہ وہ اپنے جنين كے ساتھ ہى واپس جائے اوربچے كى ولادت كے بعد آئے اورپھرولادت كے بعد اسے حكم ديا كہ وہ بچے كودودھ پلانے كى مدت پورى كركے دودھ چھڑانے كے بعد آئے اوراس كے بعد اس پرحد نافذكى ۔

4 ـ كچھ فقہاء كرام ايسے بھى ہيں جوحمل كے ابتدائي چاليس ايام ميں اسقاط حمل كوجائزقراردیتے ہيں ، اوربعض روح ڈالے جانے سے قبل تك اسقاط كى اجازت ديتے ہيں ، اورجتنا بھى عذر قوى ہوگا اسقاط كى رخصت بھى زيادہ ظاہر ہوگي ، اورپھر جتنا بھى چاليس يوم سے قبل ہوگا اتنا ہى رخصت كے زيادہ قريب ہوگا ۔

5 ـ اس ميں كوئي شك وشبہ نہيں كہ مسلمان آزاد عورت پرفاجر وفاسق دشمن كى جانب سے غاصبانہ حملہ مسلمان عورت كے ليے بہت ہى زيادہ قوى عذر ہے ، اوراسى طرح اس كے خاندان والوں كے ليے بھى قوى عذر كى حيثيت ركھتا ہے ، وہ عورت اس مجرمانہ حملہ كے نتيجہ ميں ہونے والے اس حمل كوناپسند كرتى اوراس سے چھٹكارا حاصل كرنا چاہتى ہے ، تويہ رخصت ہے اورضرورت كى بنا پراس كا فتوى ديا جاسكتا ہے اورخاص كرحمل كے ابتدائي ايام ميں اسقاط حمل كا فتوى ۔

6 ـ اوریہ بھی ہے کہ اس مصیبت میں مبتلا ہونے والی مسلمان عورت کے لیے کوئي حرج نہیں کہ وہ اس بچے کی حفاظت کرے لیکن اس پرجبرنہیں کیا جاسکتا کہ وہ لازما اسقاط حمل کروائے ، اوراگروہ حمل باقی رہے اورمدت پوری کرنے کے بعد ولادت بھی ہوتویہ بچہ مسلمان ہوگا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہرپیدا ہونے والا بچہ فطرت پرپیدا ہوتا ہے) صحیح بخاری ۔

اورفطرت سےمراد دین توحید اوروہ اسلام ہے ، اورفقہ میں مقرر ہے کہ جب والدین کا مختلف ہوتوبچہ اس کے تابع ہوگا جودینی طور پربہتر ہو ، یہ تواس کے بارہ میں ہے جس کا باپ معروف ہو اورپھر جس کا والد ہی نہ ہووہ کس طرح مسلمان نہیں ہوگا ؟ وہ بلاشبہ مسلمان بچہ ہوگا ۔

اورمسلمان معاشرے کےلیے ضروری ہے کہ وہ اس بچے کی دیکھ بھال کرے اوراس کا خرچہ برداشت کرے اوراس کی حسن تربیت کا بھی انتظام کرے ، اوراسے مسکین اورمصیبت میں مبتلا ماں کے لیے بوجھ نہ بناکررکھ دیں ۔

اورجب اسلام کے قواعد اوراصول میں رفع الحرج اورعدم مشقت وتکلیف پایا جاتا ہے ، اوراس میں کوئي شک نہیں کہ اپنی عفت وعصمت پرحریص مسلمان لڑکی جب وحشی اورمجرمانہ حملے کا شکار ہوتی ہے تواس کے نتیجہ میں وہ اپنی عزت وشرف اورنیک نامی کے بارہ میں ڈرتی ہے کہ اس کے بعد اسے کوئي نہیں پوچھے گا اوروہ پیھنک دی جائے گي یا پھروہ اذیت وتکلیف میں پڑ جائے گي مثلا قتل وغیرہ میں ۔

یا پھر وہ نفسیاتی اورعصبی مریضہ بن جائے گی یا وہ دماغی مریضہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے یا پھر اس کے خاندان میں عار اوربدنامی ہوگی اوروہ بھی ایسے معاملہ میں جس میں اس کاکوئي گناہ نہیں تھا ، یا یہ کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ کوئي ایسی امن والی جگہ حاصل نہیں کرسکےگا جہاں وہ پل سکے ، تواس حالت میں میں کہوں گا :

اگرتوواقعی معاملہ ایسا ہی ہے توروح ڈلنے سے قبل اسقاط حمل جائز ہے ، اورخاص کراب توآسانی ہوچکی ہے کہ جدید میڈیکل وسائل کی بنا پر شروع یعنی پہلے ہفتہ میں ہی حمل کا علم ہوجاتا ہے ، اوراسقاط حمل میں جتنی جلدی ہواتنا ہی رخصت پرعمل کرنا وسعت رکھتا ہے اوراس پرعمل پیرا ہونا آسان ہے ، واللہ تعالی اعلم ۔ .